OPEN ACCESS
Al-Tansheet
﴾*Journal of Islamic Studies*﴿
ISSN (print): 2959-4367
ISSN (online): 2959-1473
www.altansheet.com

Al-Tansheet
Vol.:2, Issue: 1, July -Dec 2023 PP: 64-83

پاکستانی معاشرے کو درپیش آفاتی مسائل اوران کا حل: کشمیر میں اسلامی عہد (1339ء تا 1819ء) کے تناظر میں

Disaster problems faced by Pakistani society and their solutions, in the context of the Islamic Era in Kashmir (1339to1819)

Published: 30-12-2023
Accepted: 20-12-2023
Received: 15-11-2023

Zafar Ahmad Khan
Ph.D Reserch scholar, Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University Mansehra
Email: zafarahmad_k@yahoo.com

Dr. Sajid Mahmood
Assistant Professor, Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University Mansehra
Email: sajidzbi@gmail.com

Abstract

In this paper writer through lights on ‘Disaster problems faced by Pakistani society, and their solutions, in the context of Islamic era in Kashmir .No doubt The Islamic history of Kashmir is of great importance for the reform and education of Pakistani society because the Geographical conditions of Pakistan and ancient Kashmir, the rulers of Kashmiri society and Pakistani society, the people and their moods, habits and attitudes, and especially Azad Kashmir which is near. It was a part of the state of Kashmir in the Era of Kashmir, therefore, the disasters and accidents that occurred in the Islamic era of Kashmir and the problems arising from them and their solution can play a vital role. Pakistan is an Islamic state and it was established only in the name of Islam, although the Qur'an and the e in solving the disaster problems faced by the Pakistani society. Therefore, we examine the incidents and calamities that occurred in the Islamic era of Kashmir and the problems arising from them and their solutions in order to solve the catastrophic problems faced by God's country Pakistan in their light and for the betterment of the Pakistani society.

Keywords: *Geographical, Covenant, Catastrophic.*

موضوع کی اہمیت

قرآن کریم کا ایک بڑا حصہ قصص وواقعات پر مشتمل ہے اور قرآن وسنت کے مطالعہ سے یہ بات وثوق تک پہنچتی ہے کہ ان واقعات کا مقصد محض کہانیاں بیان کرنا نہیں بلکہ اس کا ایک بڑا مقصد عبرت حاصل کرنا اور اصلاح احوال ہے۔ان واقعات کا بیان اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ہدایت ورہنمائی کے لیے مختلف ذرائع پیدا فرمائے ہیں انہیں میں سے گزشتہ قوموں ، بادشاہوں اور ان کی بادشاہی کے کامیاب اور ناکامی کے اسباب ، ان کو درپیش مسائل سے آگاہی کا سلسلہ جاری فرمایا۔چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ "[1]

امام شاہ ولیؒ دھلوی نے اپنی مایۂ ناز تصنیف "الفوز الکبیر" میں "تذکیر بایام اللہ" کو بقاعدہ قرآن کریم کے علوم کا پانچواں حصہ قرار دیا۔ یہ واقعات وحوادث تذکیر انسانی کے لیے قرآنی تعلیمات کا ایک بڑا ذریعہ ہیں اور قرآن کریم کا وافر حصہ اس پر مشتمل ہے۔

پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے اور اس کا قیام صرف اسلامی ہی کے نام پر ہوا ہے ،اگرچہ ایک اسلامی ریاست اور اس کے انتظام وانصرام کے لیے قرآن وسنت مکمل رہنمائی کرتے ہیں لیکن یہ ایک فطری تقاضہ ہے کہ کسی بھی پہلو سے مشاہدات وعملی نظائر اصلاح وتربیت میں بڑا کردار ادا کرتے ہیں جیسے عصر حاضر میں کسی بھی مشکل اور نئے امتحان کے لیے اس کا ماڈل پیپر اس کی مشکلات کو کافی حد تک آسان کردیتا ہے اسی طرح کشمیر کا اسلامی عہد، اسلامی ممالک خاص طور پر پاکستان کے لیے ایک بہترین رول ماڈل ہے۔

پاکستانی معاشرے کی اصلاح وتربیت کے لیے کشمیر کی اسلامی تاریخ بہت ہی اہمیت کی حامل ہے کیوں کہ پاکستان اور قدیم کشمیر کے جغرفیائی حالات ، کشمیری معاشرے اور پاکستانی معاشرے کے حکمران ، عوام اور ان کے مزاج، عادات واطوار، اور خاص طور پر آزاد کشمیر جو قریب ہی کے زمانہ میں ریاست کشمیر کا ہی حصہ تھا اس لیے کشمیر کے اسلامی عہد میں رونما ہونے والی آفات وحوادث اور ان کے ضمن میں پیدا ہونے والے مسائل اور ان کا حل پاکستانی معاشرے کو درپیش آفاتی مسائل کے حل کے لیے اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔

اس لیے ہم کشمیر کے اسلامی عہد میں رونما ہونے والے حوادثات وآفات اور ان کے ضمن میں پیدا ہونے والے مسائل اور ان کے حل کا جائزہ لیتے ہیں تاکہ ان کی روشنی میں خداداد ملک پاکستان کو درپیش آفاتی مسائل کو حل کرنے اور پاکستانی معاشرے کی بہتری کے لیے اقدامات کیے جاسکیں۔

خلاصہ

.بر صغیر پاک وہند کے کسی علاقے کو اس کے جغرفیائی حالات نے اتنا متاثر نہیں کیا جتنا کشمیر کو اس کے جغرفیائی حالات نے متاثر کیا چنانچہ کشمیر میں شاہ میری خاندان کے زوال کے منجملہ اسباب میں سے جغرفائی حالات، طوفان ، بادوباراں اور سیلاب، خشک سالی ، زلزلے ، آگ اور اس طرح کی آفتوں نے بڑا کردار ادا کیا۔

سلطان علاؤالدین کے عہد میں پہلے بے وقت بارشوں اور بعد میں خشک سالی نے قحط عظیم برپا کیا جس سے اس حکومت کی چولیں ہل گئیں۔ میں سلطان شہاب الدین کے عہد میں طوفانی بارشوں اور سیلاب سے 20ہزار گھر تباہ ہوگئے۔

سلطان قطب الدین کے عہد میں کشمیر میں کئی مرتبہ قحط برپا ہوا، بادشاہ کی فراخدلی اور رعایاپروری سے قحط پر قابو پالیا گیا۔ سلطان اسماعیل شاہ کے عہد میں شدید زلزلہ آیا، جس کی نسبت مشہور ہے کی اس زلزلہ نے حسن پورہ کی زمین کو حسین پورہ سے اور حسین پورا کی زمین کو حسن پورہ سے ملادیا۔ سلطان حسن شاہ کے عہد میں سرینگر میں خوف ناک آتشزدگی سے شہر کا بڑا حصہ خاکستر ہو گیا۔اسی دور کے آخر میں غربت وافلاس کا دور دورہ ہو گیا۔ سلطان فتح شاہ کے دوسرے دور میں ملک میں شدید زلزلہ آیا۔ جس سے سینکڑوں مکانات زمین بوس ہوگئےاور ہزاروں جانیں تلف ہوگئیں۔ علی شاہ چک کے عہد میں اس قدر متواتر برف باری سے قحط عظیم برپا ہوا کہ لوگ گوشت انسانی کو بھی حلال سمجھنے لگے۔اور یہ سلسلہ تین سال تک جاری رہا۔ بادشاہ نے خزائن کے کے دروازے کھول دیے۔ مغلیہ فرمانروانورالدین جہانگیر کے کشمیر کے سفر کے دوران سرینگر میں آتشزدگی کا حادثہ رونما ہوا جس سے بارہ ہزار گھر جل گئے جامع مسجد کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ بادشاہ نے ملک محمد نامی شخص کو مسجد مذکور کو دوبارہ تعمیر کرنے پر معمور کیا جس نے سترہ سال میں اس خدمت کو بطریق احسن انجام دیا۔اور مسجد کو پہلے سے زیادہ خوبصورت تعمیر کیا۔ میں شاہجہاں کے دوسرے سفر کشمیر کے دوران چار دن اس زور کی بارش ہوئی کہ ایسا لگتا تھا کہ آسمان پھٹ گیا، سوار اور گھوڑے تھر تھر کانپنے لگے۔ خریف کی فصل کا نام ونشان مٹ گیا، غلوں کے انبار ضائع ہوگئے۔ بادشاہ نے ایک لاکھ روپیہ ان کی امداد کے لیے عطا کیا،اوران کے لیے لنگر خانوں کا حکم دیا۔

ہماری یہ تحقیق تین مباحث پر مشتمل ہے۔

1. ریاست کشمیر کا مختصر تعارف
2. ریاست کشمیر کا اسلامی عہد: مختصر تعارف
3. کشمیر کے اسلامی عہد میں رونما ہونے والے حوادث وآفات اوراس کے تناظر میں پیدا ہونے والے مسائل اوران کا حل

پہلی بحث:

ریاست کشمیر کا مختصر تعارف

ریاست جموں وکشمیر جیسے صرف "کشمیر"[2] بھی کہتے ہیں، برصغیر پاک وہند کے انتہائی شمال میں اور جنوبی ایشیاکے عین وسط میں واقع ہے، اسی لیے اسے "ایشیاکا دل"[3] بھی کہتے ہیں، کوہ ہمالیہ کے پہاڑی سلسلوں کے انتہائی مغرب میں واقع یہ حسین خطہِ زمین دوبڑی طاقتوں چین اور روس کے درمیان واقع ہے۔

مقبوضہ جموں وکشمیر کے مغرب اور شمال میں آزاد کشمیر واقع ہے۔ شمال مشرق کی جانب چین اور جنوب اور جنوب مشرق کی طرف بھارت کے صوبے ہماچل پردیش اور پنجاب واقع ہیں۔ یہ علاقہ تین صوبوں صوبہ کشمیر جس کا دارالحکومت سرینگر ہے اور صوبہ جموں اور تیسرا صوبہ لداخ پر مشتمل ہے[4]۔

کشمیر کا حسن وجمال:

جب کشمیر کا ذکرآتا ہے تواس کی تکمیل کشمیر کے حسن وجمال کے ذکر کے بغیر تشنہ رہ جاتی ہے۔اس لیے مختصراً کشمیر کے حسن وجمال کا مختصراحول زیر قرطاس لایا جاتا ہے۔

ریاست کشمیر اللہ تعالیٰ کی حسین قدرت کاایک مظہر ہے۔جس کے حسن کو بیان کرنے کے لیے ادباء اور شعراء نے بھی طبع آزمائی کی ہے

ریاست کشمیر کشادہ میدان کے گرد مضبوط پہاڑوں کے محکم اور بلند قلعے اور باوقار کہسار کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد:

"وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْزُونٍ"[5] کا بہترین مظہر ہے[6]۔

(ترجمہ: اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور اس میں بھاری پہاڑ ڈال دیئے اور اس میں ہر قسم کی چیز ایک معین مقدار سے اگائیں)

"مرزا حیدر"[7] جو کچھ عرصہ یہاں قابض رہا، اور جس نے خود یہ ملک دیکھا تھا، یہاں کا آنکھوں دیکھا حال اپنی کتاب میں رقم کیا ہے:

اس کی بہار سے " وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي "[8] (ترجمہ: میں نے اپنی روح پھونکی) کا مضمون ظاہر اور اس کی جاں فزا شمیم سے آیت "يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ"[9] (جو مردہ میں سے زندہ کو نکالتا ہے) روشن ہے۔ اس کے راستوں کی نہروں نے معجزات کے باغوں میں "جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ"[10] کی یاد دلا دیتی ہے۔[11] ترجمہ (اس کے نیچے سے نہریں رواں ہیں)

دینا کے شعراء نے نظم ونثر میں جو اس شہر کی تعریف میں داستان طرازی کی ہے اس کے علاوہ کسی اور شہر کی تعریف میں شاید اس کا عشر عشیر بھی بیان نہ کیا ہو۔ایک سلطان شاعر نے بھی کشمیر کے حسن وجمال کو ایک شعر میں سمیٹنے کی کوشش کی ہے:

کشمیر مگو، رشک پری خانہ چین است

القصہ بہشتیست کہ بروئے زمین است[12]

(کشمیر نہ کہو، یہ تو چین کے پری خانے کے لیے باعث رشک ہے۔ مختصر یہ کہ یہ ایک بہشت ہے، جو روئے زمین پر ہے)

جناب ابوالفقراء حضرت "بابا نصیب"13 نے جو اس شہر کے مشائخ عظام میں سے ہیں، اپنے ایک رسالہ کے آغاز میں اس شہر کے ساکنوں کے احوال پر ایک رباعی تحریر فرمائی ہے

رباعی

كَانَ الكَشمِيرُ لِسَاكِنِهاَ

جَنات عَدن هِیَ لِلمُؤمِنِينَ

قَد كَتَبَ اللهُ عَلىٰ بَابِهَا

سَاكِنُهَا كَامِنِ الآ مِينَ[14]

(کشمیر اپنے ساکنوں کے لیے ایسے ہے، جیسے مومنوں کے لیے بہشت بریں، اللہ تعالیٰ نے اس دروازے پر لکھ دیا ہے کہ اس کے باشندے ہمیشہ امن وسلامتی میں رہے گا)

دوسری بحث:

کشمیر کی مختصر اسلامی تاریخ:

اسلامی ریاست کا آغاز:

ذوالقدر خان تاتاری حملہ آور نے راجگان ہنود کے آخری فرمانروا راجہ سہدیو کے عہد میں کشمیر پر یلغار کی، جس کے نتیجہ

میں راجہ سہدیو اس کا مقابلہ نہ کر سکا اور بھاگ کر کشتواڑ چلا گیا البتہ اس کا ایک وزیر رام چندر ایک قلعہ میں روپوش تھا تاتاریوں کے جانے کے بعد نمودار ہوا اس نے کشمیر کی اصلاح احوال کی کوشش کی لیکن کوہستان کے حملہ آوروں نے اسے چین کا سانس نہ لینے دیا[15]۔

"رنچن شاہ"[16] اور "شاہ میر"[17] یہ دو افراد راجہ سہدیو کے دور میں ہی کشمیر میں داخل ہوئے تھے۔ اور راجہ کی اجازت سے ہی یہاں رہائش اختیار کی تھی اور رنچن شاہ تو" رام چندر" کے زیادہ قریب تھا اس لیے امور مملکت میں شریک رہتا تھا رنچن شاہ اور شاہ میر وقتاً فوقتاً جنگی معرکوں میں شریک رہتے جس سے ان کی صلاحیتیں عوام پر آشکارا ہو چکی تھیں۔ ایک دن جب اسے رات کو قتل کر دیا گیا تو رنچن شاہ بادشاہ بن گیا۔ شاہ میر بدستور وزیر اعظم کی حیثیت سے حکومت میں مخلصانہ خدمات سرانجام دیتا رہا۔

مورخ فرشتہ کے مطابق شاہ میرزا راجہ سہدیو کے عہد میں فقیروں کے لباس میں کشمیر میں داخل ہوا اور راجہ کے ملازموں میں داخل ہو گیا[18]۔

رنچن شاہ نے جب اقتدار پر قبضہ کر لیا تو وہ خود بدھمت کا پیروکار تھا لیکن وہ اپنے مذہب کے حوالے سے مطمئن نہ تھا اسی فکر میں رہتا تھا کہ قدرت نے اس کی نگہبانی کی اور اس کی رہنمائی کا سامان پیدا فرمایا۔

سلیم خان گمی نے صراحت سے لکھا ہے کہ:

ایک رات رنچن شاہ بے حد پریشان تھا، وہ سکون قلب چاہتا تھا، مگر بدھ مت، برھمن مت اور شومت نے اس کی ذہنی پریشانیوں میں اضافہ کیا تھا۔ وہ خدا کی تلاش میں تھا مگر ان مذاہب نے اسے ذہنی پراگندگی کے سوا کچھ نہ دیا تھا۔ وہ سلامتی کے راستے کا مسافر تھا۔ مگر یہ راستہ ابھی تک اس کی روحانی آنکھوں سے اوجل تھا۔ آخر کار وہ روحانی مسائل اور صداقتوں کے بارے میں سوچتا ہوا سو گیا۔ اسے رات کو خواب آیا، جس میں اسے کہا گیا کہ کل صبح سویرے جو شخص ملے گا، وہی اس کا مذہبی راہنما ہوگا[19]۔

رنچن شاہ کی یہ رات بڑے سکون سے گزری۔ سیاہ رات کی نبضیں ڈوب رہی تھیں اور صبح دم اجالا ہونے کو تھا کہ فورا اس کی آنکھ کھل گئی۔ وہ بیقراری کے عالم میں تیز تیز قدم اٹھاتا ہو محل کی چھت پر چڑھ گیا اور ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ یکایک اس کی نظر دور ایک شخص کی حرکات و سکنات پر جا کر ٹھر گئیں۔ جو مغرب کی جانب رخ کئے رکوع و سجود میں مصروف تھا۔ رنچن شاہ کی سمجھ میں یہ بات فوراً آ گئی کہ وہ شخص یقیناً عبادت کر رہا ہے لیکن یہ طریق عبادت ہنوز اس کی نگاہوں سے اوجھل تھا۔ وہ تیزی سے محل کی چھت سے اتر کر اس عبادت گزار کے پاس آیا اور اس سے اس کا نام اور مذہب پوچھا۔ نیز سوال کیا کہ وہ کس مذہب کو مانتا ہے اور اس مذہب کا پیغام کیا ہے؟[20]

حضرت بلبل شاہ اور رنچن شاہ کا قبول اسلام:

ان سب سوالات کے جوابات میں حضرت بلبل شاہ نے فرمایا کہ ان کا نام "عبدالرحمٰن" ہے۔ ان کا دین اسلام ہے۔ وہ ایک خدا کو مانتے ہیں۔ جس کا کوئی شریک نہیں، محمد ﷺ خدا کے سچے اور آخری پیغمبر برحق ہیں۔ اور اس دین کا پیغام سچائی ہے۔ کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں۔ سب انسان برابر ہیں۔ اس کے بعد حضرت بلبل شاہ نے جن کا لقب شرف الدین تھا، رنچن شاہ

کو رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ کے بارے میں مختصراً بتایا اور اسلامی تعلیمات کی وضاحت کی۔ رنچن شاہ ان تعلیمات کی سادگی اور عظمت سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے حضرت بلبل شاہؒ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور مسلمان ہو گیا۔ اس نے اپنا اسلامی نام "صدرالدین" رکھا[21]۔

سلطان صدرالدین کا اسلامی عہد:

کشمیر میں مسلم سلاطین کی حکومت کا آغاز سلطان صدرالدین کے دور سے ہوا۔ جس نے تین سال سے زائد عرصہ نہایت دانشمندی، عدل وانصاف اور رواداری ے سے فرمانروائی کی۔ اس نے اس مدت میں سیاسی استحکام، اقتصادی خوشحالی اور معاشرتی انصاف کے لیے دن رات کام کیا، انتظامی امور پر کامل توجہ دی اور امراء کو رعایا کی فلاح وبہبود کے سلسلے میں سخت ہدایات جاری کیں۔ اس کا عہد سلطنت مختصر ہونے کے باوجود امن وامان اور عدل وانصاف سے عبارت تھا۔ لوگ مطمئن اور خوشحال تھے[22]۔

سلطان صدرالدین کے عہد کا نمایاں اعزاز یہی ہے کہ اس سے کشمیر میں اسلام کی نشرواشاعت کے دور کا آغاز ہوا اور وادی کی فضا ایک ایسے دین کی امنگوں اور ترنگوں سے معمور ہو گئی جو عدل وانصاف اور امن وامان کی تعلیمات سے عبارت ہے۔ یہ انہی تعلیمات کا اثر تھا کہ سلطان صدرالدین نے اپنے محل کے پاس جہلم کے کنارے حضرت بلبل شاہ کی خانقاہ تعمیر کروائی جو "بلبل لنگر" کے نام سے مشہور ہے خانقاہ سے ملحق ایک مسجد تعمیر کا بھی حکم دیا۔ مسجد کی تعمیر کے بعد سلطان نماز پنجگانہ یہیں باقاعدہ ادا کیا کرتا تھا۔ یہ وادی کشمیر کی پہلی مسجد تھی جو سلطان صدرالدین کے عہد میں تعمیر کی گئی اور مسجد" رنچن شاہ" کہلاتی ہے۔ لوگ روحانی طور پر خانقاہ بلبل شاہ اور اس سے ملحقہ مسجد سے بے پناہ جذباتی عقیدت رکھتے ہیں سلطان نے کئی گاوں بھی بلبل لنگر کے نام وقف کیے[23]۔

سلطان صدرالدین نے کشمیر کے پہلے مسلمان بادشاہ کی حیثیت سے ۳سال ایک ماہ ۱۹دن حکومت کی اور جمعہ کے دن ۲۵نومبر ۱۳۲۳ء مطابق ۷۲۳ھ وفات پائی۔ سرینگر میں علی کدل اور نوکدل کے درمیان بلبل لنگر کے جنوب میں دریائے جہلم کے دائیں کنارے اس کی آخری آرام گاہ ہے[24]۔

کشمیر کے اسلامی عہد کا ارتقاء

رنچن شاہ کی وفات کے بعد پھر کچھ عرصہ کے لیے راجہ سہدیو کے بھائی اودیان دیو اور پھر اس کے بعد اس کی بیوی کوٹہ رانی نے تقریباً 16 سال حکومت کی اور ایک بار پھر ہندو راج قائم کرنے کی بھرپور کوشش کی لیکن قدرت نے پھر مہربانی کی اور اقتدار 1339ء میں دوبارہ شاہ میر کے ہاتھ آگیا۔ اب شاہ میر ایک خود مختار حکمران کی حیثیت سے سریر آراء سلطنت ہوا اور کشمیر میں ایک خالص اسلامی عہد کی بنیاد رکھی[25]۔

اس مسلم عہد میں کشمیر پر کشمیری سلاطین اور تین خاندان 4ہزار پانچ سو سال تک براجمان رہے:

سلاطین کشمیر:

سلاطین کشمیر (1554ء-1339ء) نے تقریباً دو سو سال تک کشمیر پر حکومت کی، اس عہد میں 19 سلاطین شاہ میر سے حبیب شاہ تک برسر اقتدار رہے۔ اس عہد کے کامیاب ومشہور دو حکمران گزرے ہیں سلطان "شہاب الدین" اور سلطان "زین العابدین"۔ سلاطین کشمیر میں سے بعض پانچ پانچ بار بھی برسر اقتدار آئے اسی طرح بعض سلاطین صرف ایک ایک ماہ تک

برسرِ اقتدار رہے۔

کشمیر میں اسلامی سلطنت کا آغاز سلطان شمس الدین سے جو 740ھ بمطابق 1339ء میں سریر آرائے سلطنت ہوا اور اس نے 743ھ بمطابق 1342ء تک کشمیر میں حکومت کی۔ اسلامی تاریخ کا آغاز اسلامی کیلنڈر کا اجرا اس عہد کے اہم کارنامے ہیں۔ سلطان علاء الدین، سلطان شہاب الدین، سلطان قطب الدین کے دور میں اسلام کی اشاعت و ترویج کا کام جاری رہا پھر سلطان سکندر (بت شکن) کے دور میں یہ کام قدرے تیزی سے چلا اور وسعت پذیر ہوا[26]۔

سلطان شہاب الدین نے انیس سال کشمیر پر حکمرانی کی۔ اس کے انتظام و نصرام کو مستحکم کرنے کے بعد فتوحات کا سلسلہ شروع کیا اور مغرب میں کابل، مشرق میں کشتواڑ، اور جنوب میں دہلی تک کے تمام علاقے فتح کر لیے[27]۔

سلطان زین العابدین عرف بڈشاہ کا عہد (1474ء-1423ء) خاندان شاہ میر کے عروج کا دور تھا شرعی قوانین کی تنفیذ، معاشرتی اصلاحات اپنے عروج کو پہنچیں، لیکن اس کی موت کے بعد اس کے کمزور جانشینوں کی حکومت روبہ زوال ہو گئی اور آخر کار چکوں کے ہاتھوں ختم ہو گئی[28]۔

شرعی اصلاحات و قوانین کے نفاذ میں مسلم سلاطین نے اہم کردار ادا کیا لیکن اس کے پیچھے کشمیری اہل علم، اولیاء و صوفیاء کرام نے بھی بہت اہم کردار ادا کیا۔ جنہوں نے عوام کی بھرپور نظریاتی و فکری رہنمائی کی۔

اس عہد کے اولیاء میں سے سید شرف الدین "عبدالرحمٰن" عرف بلبل شاہ وہ سب سے پہلے بزرگ تھے جن کے ہاتھ پر خود "صدرالدین" نے اسلام قبول کیا اور اس کی تقلید میں ہزاروں ہندو دائرہ اسلام میں داخل ہوئے، ان میں اسلامی روح اور اسلام کا سچا جذبہ پیدا کرنے والے عظیم مصلح "سید علی ہمدانی" اور ان کے رفقاء تھے جن کی تبلیغی مساعی نے کشمیر کی تہذیب وثقافت پر گہرے اثرات ڈالے[29]۔

سلطان نازک شاہ (1551ء-1540ء) کے بعد رفتہ رفتہ سلاطین کے کام میں ضعف و سستی آ گئی اور چکوں کے قبیلے نے جو خدمت گار تھے غلبہ پایا۔۔۔جب حبیب شاہ میں کام کی وہ لیاقت جو چاہیے تھی نہ پائی گئی تو 962ھ میں غازی خان چک کے بھائی علی خان چک نے حبیب شاہ کے سر سے تاج اُٹھا کر اپنے بھائی کے سر پر رکھ دیا اور بادشاہت غازی خان کے نام مقرر ہو گئی اور حکومت 220 سال کے بعد شاہ شمس الدین کے خاندان سے نکل کر چکوں میں منتقل ہو گئی[30]۔

مسلم سلاطین چک خاندان:

چک خاندان (1586ء-1554ء) نے غازی چک سے یعقوب شاہ چک تک 32 سال تک کشمیر پر حکومت کی۔ اس دور میں کوئی خاطر خواہ شرعی قوانین کی تدوین وتنفیذ، عوام کی صلاح وفلاح کا کام نہیں ہوا۔

پیرس جیروس لکھتا ہے کہ:

چک دلیر، قوی ہیکل اور بہیمانہ طور پر ظالم تھے بتدریج انہوں نے ملک کو ویسا ہی خستہ حال بنا دیا جیسا دو سو سال پہلے تھا[31]۔

چک سلاطین کے اکثریت اگرچہ اہل تشیع تھے زیادہ تر متعصب شیعہ تھے، تاہم اس عہد میں کچھ غیر شیعہ وزراء وحکمرانوں کا بھی ثبوت ملتا ہے جیسے سید "محمد مبارک خان" بیہقی جو سنی تھے ایک عرصہ تک وزارت کے عہدہ پر

اور پھر کچھ عرصہ فرمانروائی بھی کی[32]۔

چک سلاطین میں "حسین شاہ چک" عدل وانصاف ، رعایا پروری ، اعتدال پسندی میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا۔ شیعہ ہونے کے باوجود حنفی قانون کو روا رکھا۔ اسی طرح "علی شاہ چک" بھی اہل تشیع میں سے تھا لیکن عدل وانصاف ، خیر خواہی میں یگانہ روزگار تھا جن کی بہترین فرمانروائی کی شہادت بعض مشائخ جیسے سلطان العارفین شیخ " حمزہ مخدوم " اور " بابا داؤد خاکی" اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ علی شاہ سنیوں کے لیے ایک بہترین حکمران تھا[33]۔

علی شاہ چک کا بڑا کارنامہ یہ تھا کہ سلاطین کشمیر اپنے مخالفین کے جسمانی اعضاء کٹوا دیتے ،میخیں ٹھونک کر سولی دیتے ، آنکھیں نکلواتے یا بینائی سے محروم کر دیتے تھے مگر علی شاہ نے ان ظالمانہ رسوم وقوانین کو ختم کردیا تھا۔

بالآخر چک خاندان کی فرزوائی ایسے ہاتھوں میں منتقل ہوگئی جیسے "یعقوب شاہ چک " جن کی متعصبانہ کاروائیوں اور زیادتیوں نے بعض اہل علم ومشائخ کو کشمیر چھوڑنے پر مجبور کردیا ۔ اور کچھ لوگ ان مظالم سے چھٹکارہ پانے کے لیے اکبر کے دربار میں پہنچ گئے جس کے نتیجہ میں چک خاندان کشمیر پر 32 سال حکومت کرنے کے بعد اپنے انجام کو پہنچا اور مغلیہ سلطنت کی راہیں ہموار ہونے لگیں۔

مسلم سلاطین مغلیہ خاندان:

سلاطین مغلیہ (1753ء-1586ء) نے اکبر بادشاہ سے ناصر الدین محمد شاہ تک تقریباً 10 بادشاہوں نے کشمیر پر تقریباً 173 سال تک حکومت کی جن میں سے اکبر بادشاہ ، نورالدین جہانگیر، شہاب الدین شاہ جہاں، اورنگ زیب عالمگیر زیادہ مشہور ہیں ۔اس عہد میں کشمیر میں شرعی قوانین کا خاطر خواہ نفاذ ہوا جن میں نمایاں طور پر جہانگیر کے عہد کے دس احکام بہت اہمیت کے حامل ہیں جن میں چند ایک یہ تھے۔ دریاؤں ، قصبوں، بندرگاہوں پر محصول اور چونگی نہ لی جائے اور نہ بھنگ دی جائے۔ نشیلی چیزیں نہ بنائی جائیں اور نہ بیچی جائیں۔ وغیرہ۔ان بادشاہوں کے دور میں تقریباً 50 صوبیدار کشمیر بھیجے گئے اور یہ بادشاہ خود بھی کئی بار کشمیر آئے۔

مسلم سلاطین افغان عہد :

افغان حکمرانوں (1819ء- 1753ء) نے تقریباً 66 سال تک احمد شاہ ابدالی اور اس کی اولاد نے حکومت کی۔ اس دور میں بھی شرعی احکام ومعاشرت اصلاح کا کوئی خاطر خواہ نفاذ نہیں ہوا۔

افغان گورنروں میں سے سیف الدولہ ، کفایت اللہ خان، سردار عطاء محمد خان کے عہد میں رعایا کی کسی حد تک خیر خواہی کا ذکر ملتا ہے۔اس عہد کے صوبیدار کشمیر کریم داد خان کے مظالم ،جوروجفاء بھی تاریخ کشمیر میں عدیم المثال ہیں۔ آخری افغان حکمران شجاع الملک اور اس کے ناظم جبار خان کے عہد میں رنجیت سنگھ جو لاہور کا والی تھا کشمیر پر تیس ہزار فوج بھیجی جس نے پانچ ہزار سالہ مسلم تاریخ کے دہارے کو بدل دیا اور کشمیر 1819ء میں ایک مرتبہ پھر غیر مسلم حکومت کی بھینٹ چڑھ گیا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون

تیسری بحث

کشمیر میں رونما ہونے والے حادث واقعات کا جائزہ:

سلطان علاء الدین کے عہد 1359ء-1348ء کے آخر میں کثرت باراں نے لوگوں کی زندگیاں اجیرن کر دیں اور پھر اس کے نتیجے میں ایک قحط عظیم برپا ہو گیا، سلطان نے سرکاری خزانے کے منہ کھول دیئے اور قحط زدون کی بحالی کے لیے کوئی کسر اٹھانہ رکھی، تاہم سلطان کو رعایا کے غم نے نڈھال کر دیا اور وہ اسی غم میں گیارہ سال حکومت کرنے کے بعد جہان فانی سے کوچ کر گیا[34]۔

سلطان شہاب الدین کے عہد میں 777ھ میں طوفانی سیلاب نے کشمیر میں قیامت برپا کر دی، تقریباً دس ہزار گھر سیلاب کی موجوں اور بہتی ہوئی لہروں کی نذر ہوگئے، بے شمار لوگ بے گھر ہو کر مصیبت میں گر گئے[35]۔

پروفیسر تشنہ نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ قحط زدہ اور بے گھر لوگوں کی حالتِ زار نے سلطان کو نڈھال کر دیا۔۔ طوفان کا صدمہ سلطان کے لیے جان لیوا ثابت ہوا[36]۔

سلطان قطب الدین کے عہد 1394ء-1378ء میں بھی آفات وبلیات کا سلسلہ جاری رہا۔

محمد دین فوق اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں:

اس بادشاہ کے زمانہ مین کئ سخت قحط برپا ہوا، لیکن جود وسخااور اور اس کی بذل وعطا نے اس کے خوف ناک اثرات سے ملک کو بالکل محفوظ رکھا[37]۔

سلطان زین العابدین کے متعلق مورخین لکھتے ہیں کہ:

1470ء میں سلطان زین العابدین کے عہد میں بارشوں کی کثرت کی وجہ سے دھان کی فصل پوری طرح تیار ہونے سے پہلے ضائع ہو گئی، جس کے نتیجہ میں قحط پڑ گیا، اس قحط میں بہت سی خلقت بھی ضائع ہو گئی نیک دل بادشاہ کو رعایا کی تباہی سے سخت فکر پیدا ہو گئی، ہر وقت ملول واندوگین رہتا موسم کھلنے پر دوسرے ممالک سے غلہ منگوا کر رعایا میں تقسیم کیا جس سے قحط کی شدت رفع ہو گئی[38]۔

تاریخ فرشتہ میں ہے کہ:

سلطان کے عہد میں جب قحط پڑا آدمی بھوک کی شدت میں نان کے عوض جان دیتے تھے اور سونے اور چاندی کو چھوڑ کر غلہ اور اذوقہ کی چوری کو غنیمت جانتے تھے، فقراء اور غرباء کچے پھل کھانے سے مرتے تھے اور بعضے بھوکے بھوسی پر قناعت کرتے تھے وہ بھی میسر نہ ہوتی تھی اس واقعہ سے سلطان ہمیشہ محزون اور غمگین رہتا تھا اور ذخیرہ کا غلہ رعایا پر تقسیم فرماتا تھا[39]۔

محمد الدین فوق نے "شباب کشمیر" میں اس موقع پر قدرے تفصیل سے لکھا ہے کہ:

کشمیر کے مورخین نے اپنے ملک کے 19 بڑے بڑے قحطوں کا ذکر کیا ہے جن کی وجوہات عموماً بارشوں اور برف باری کی کثرت اور اس کے بعد آتش زدگی کے واقعات سے ہمیشہ ملک تباہ ہوا ہے، چنانچہ ایک کشمیر شاعر کا ایک شعر بھی اس کی تصدیق کرتا ہے وہ کہتا ہے:

زآب وآتش است آباد کشمیر

ازیں ہر دو شود بر باد کشمیر

ترجمہ (پانی اور آگ کی وجہ سے کشمیر آباد ہے اور انہیں دو کی وجہ سے کشمیر برباد بھی ہوا ہے۔

جب کبھی اس قسم کے افسوس ناک واقعات پیش آتے تھے حکومت کی طرف سے اس کا کچھ نہ کچھ ضرور انسداد وانتظام ہوتا تھا۔۔۔ سلطان نے کئی مقامات پر ان کی پیداوار سے مالیہ کم کردیا اور کئی دیہات اور پرگنے مالیہ کی ادائیگی سے آزاد کردیے[40]۔

سلطان نے کئی ایک موقعوں پر جہاں طوفان آب کا اندیشہ تھا ڈیم یا بند بنوائے۔ اس زمانہ میں زمینوں کی آبادی اس حد تک بڑھ گئی تھی کہ سوائے زراعت کے ایک چپہ زمین بھی خالی نہ دیکھائی دیتی تھی، پانی کی نہریں بھی حتی الامکان تمام زمینوں میں پہنچائی تھیں اس کاروائی کے نتیجہ میں فراخی معیشت، جمعیت خاطر، وسعت ماکولات اور ارزانی غلات اس حد تک پہنچ گئی کہ ادنی سے اعلیٰ اور امیر غریب کوئی کسی کا محتاج نہ رہا، ہر شخص دنیاوی تفکرات سے آزاد فارغ البالی اور خوشحالی سے عیش وعشرت کی زندگی بسر کرنے لگا[41]۔

سلطان کا رعایا کی بدحالی سے دلی طور پر پریشان و متفکر رہنا اور آفات کے سد باب کے لیے فراخی اور فراوانی کے دور میں بجائے شہ خرچیوں کے عوام کی خدمت کے لیے اقدامات اور متوقع آفات کے لیے اقدامات کرنا، یہ ہیں وہ اصول جن کے نتیجہ میں حق سلطانی بھی ادا کیا جاسکتا ہے اور بادشاہ بھی نہ صرف مخلوق پر بلکہ مخلوق کے دلوں پر راج کرنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ رضا کے حصول کا ذریعہ بھی ہے۔

سلطان حسن شاہ کے عہد 1480ء میں آتش زدگی کا حادثہ پیش آیا جس نے محلّہ " قطب الدین پورہ "اور "اسکندر پورہ "میں طوفان برپا کردیا جس سے تقریباً نصف سرینگر جل کر راکھ ہوگیا، خانقاہ معلّی اور جامع مسجد بھی اس آگ کی زد میں آکر شہید ہوگئے۔ لیکن سلطان نے بڑی عالی حوصلگی سے ان دونوں متبرک مقامات کو بصرف زر کثیر از سرے نو تعمیر کرکے پہلے سے زیادہ بارونق بنادیا[42]۔

پیر غلام حسین اپنی مستند تاریخ کشمیر معروف بہ "تاریخ حسن" میں لکھتے ہیں کہ:

875ھ میں سکندر پورہ اور علاؤالدین پورہ میں قہر خدا آگ لگ کی اکتیس محلے اور تخمیناً دس ہزار گھر جل گئے، مسجد جامع اور خانقاہ معلّی دونوں مشعل نور ہوگئیں، سلطان نے ان دونوں متبرک مقاموں کی دوبارہ تعمیر پر ہمت کا ہاتھ بڑھا کر پہلے سے زیادہ نقش ونگاری اور دیواروں کے خطوط اور کتابت کے ذریعہ رونق اور زینت بڑھائی، "مسجد اسس علی التقوٰی" تاریخ تعمیر ہے[43]۔

سلطان اسمٰعیل شاہ ثانی کے برسرے اقتدار آنے کے دوسرے سال 1553ء میں اس شدت کے ساتھ زلزلہ آیا کہ سات روز تک پے درپے زلزلے سے زمین جنبش کرتی رہی، کئی موقعوں پر زمین پھٹ گئی، شگاف اور دراڑ پڑ گئے۔ اس حادثہ کی شدت کی وجہ سے مشہور ہے کہ حسن پورہ کی زمین حسین پورہ سے آملی اور حسین پورہ کی زمین حسن پورہ سے آملی[44]۔

تاریخ حسن میں مزید اس بات کا اضافہ نقل کیا گیا ہے کہ:

960ھ میں رات کا ایک پہر گزر گیا تھا کہ اچانک طور پر شدید بھونچال آیا، سات دن تک ایک ہی جنبش تھی، چند جگہوں پر زمین تبدیل ہوگئی، اور خسف یعنی زمین میں دھنسنا بھی واقعہ ہوا،۔۔۔ کامراج میں پہاڑ کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا لڑھک پڑا اس سے چھ سو آدمی ہلاک ہوگئے[45]

زلزلے اور حادثات اگرچہ ان کا وقوع اور ان کے اسباب شرعی نقطہ نظر سے مشیت الٰہی اور انسانوں کے اعمال و کردار

ہیں لیکن مادی اسباب حکومتوں اوارباب اختیار کی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام ورعایا کی فلاح وبہبود، حوادثات وآفات کی روک تھام کے لیے ممکنہ اقدامات کریں اور ان کے ضمن میں ہونے والے نقصان کا ازالہ کریں، ان کی مشکلات کا جائزہ لیں اور انہیں جلد سے تکالیف ومصائب سے نجات دلائیں۔

کسی بادشاہ یا حاکم کا عوام کی خدمت کرنا نہ صرف اخروی اجروثواب کا باعث ہوتا ہے بلکہ رہتی دنیا تک ایک نیک نامی اور آنے والی انسانیت کے لیے مشعل راہ بن جاتا ہے۔اس لیے حکام وقت کو اپنی عیش وعشرت ہی کو مطمع نظر نہ بنانا چاہیے بلکہ خلیفہ اللہ کا کردار کرنا چاہیے۔

تاریخ روایات کے مطابق چک سلاطین آداب سلطنت سے نابلد تھے ان کے دور میں خانہ جنگی وافراتفری کا بازار گرم رہا تاہم اس عہد میں بھی جن سلاطین نے ایسے مشکل حالات میں عوام کی خدمت کی، ان کی آفات وبلیات میں دادرسی کی تاریخ انہیں بھی خراج تحسین پیش کرتی ہے۔

علی شاہ چک کے عہد میں 1576ء کو فصل خریف کے موقع پر بے وقت اور متواتر برف باری سے محصول اراضی بلکل تلف ہوگئے جس سے قحط عظیم برپا ہوگیا، اور تین سال تک اس بلائے آسمانی کا اس قدرزور وشور رہا کہ لوگ انسانی گوشت کو بھی حلال سمجھنے لگے۔۔ بادشاہ نے قحط زدہ لوگوں کے لیے خزائن کے دروازے کھول دئے دوسال کے اندر تمام خزانے خالی ہوگئے لیکن قحط کی شدت دور نہ ہوسکی، اب علی شاہ سخت گھبرایا اور رات دن رعایا کے غم والم میں سر گرداں رہنے لگا۔ خانقاہوں میں جاکر بڑے عجزوانکساری سے دعائیں مانگتا اولیاء کرام کی خدمت میں حاضر ہوتا لیکن کوئی صورت فلاح وبہبود کی نظر نہ آئی۔۔۔جس سال بادشاہ کا انتقال ہوا اسی سال فصل ربیع تیار ہوگئی اور گرانی غلہ کی ختم ہوگئی[46]۔

اکثر مورخین نے یہاں ایک اور واقعہ بھی لکھا ہے کہ:

بادشاہ اسی رنج وغم میں رہتا تھا ایک دن اسے ایک مجذوب "ریتوچک" ملا بادشاہ نے بڑی نیاز مندی سے اس سے پوچھا بابا یہ بلا کب ٹلے گی، اس نے جواب دیا جب تم ٹلوگے، اسی سال 1579ء میں بادشاہ کا انتقال ہوا اور فصل ربیع بھی خوب ہوائی[47]۔

اہل کشمیر مجاذیب کی بات کو بہت اہمیت دیتے ہیں اور بہت معمولی سی مناسبت سے واقعہ کو اسی کے ساتھ ایک عقیدہ کی حد تک منسوب کی دیتے ہیں اور تاریخ کے اوراق میں منقش کردیتے جو نسل در نسل وہ عقیدہ منتقل ہوتا رہتا ہے۔

بعض دفعہ اتفاقات بھی ہو جاتے ہیں جیسا کہ اس واقعہ میں بھی یہی لگتا ہے کہ اسی سال بادشاہ کا بھی انتقال ہوگیا اور اسی سال فصل بھی اچھی ہوگئی جس کے نتیجہ میں قحط بھی رفع ہوگیا۔

اس حوالہ سے قرآن وسنت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی حد تک بادشاہ کا بدکردار ہونا،اس کی ظلم وزیادتی بھی بلاوں کے نازل ہونے یا اس کے اعمال کے اچھے ہونے عدل،وانصاف کی فراہمی بلاوں کے ٹلنے کا سبب بھی ہوتا ہے لیکن بسااوقات مشیت الٰہی سے انسانیت کی تذکیر کی لیے بھی ایسا ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے﴿أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ﴾[48]ترجمہ: کیا نہیں دیکھتے کہ وہ ہر سال میں ایک دفعہ یا دو دفعہ آزمائے جاتے ہیں پھر بھی توبہ نہیں کرتے اور نہ نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

مورخ فرشتہ نے اس واقعہ کے حوالے سے مختصر ذکر کیااور ساتھ ہیں بادشاہ کے حوالے سے بڑی اہم بات ذکر کی ہے جو اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ بادشاہ ایسانہ تھااور یہ بلااس کی وجہ سے نہ نازل ہوئی تھی، مورخین کو مجذوب کی یہ ایک بات کو گھر کر گئی لیکن بادشاہ کی یہ کیفیت نظر سے اوجھل رہی۔ مورخ مذکور لکھتے ہیں:

984ھ میں یہ قحط پڑا اور 985ھ میں علی شاہ نے مسجد پر برآمد ہو کر علماء اور صلحاء سے صحبت کی اور کتاب مشکوۃ شریف اس مجلس میں لا کر اس کے موافق جو فصائل توبہ میں وارد ہوئی توبہ کرکے غسل کیااور پنجگانہ نماز ادا کی ، تلاوت قرآن میں مشغول ہوااور بعد فراغت چوگان بازی کے واسطے سوار ہو کر میدان عیدگاہ میں چوگان میں مصروف ہوا چوگان کازین اس زور سے لگا کہ پیٹ پھٹ گیااور جانبر نہ ہوسکا[49]۔

اگر مورخ کی بات صحیح ہے تو بادشاہ کی موت کااس مجذوب کے قول کے ساتھ کچھ مناسبت نہ ہے۔

اس واقعہ میں بھی بادشاہ نے اپنی بساط کے مطابق خزائن کے دھانے عوام کے لیے کھول دیے ملک کاخزانہ خالی ہونے کی بھی پروانہ کی، اسی طرح دوسری اہم بات یہ بھی تھی کہ بادشاہ عوام کی اس تکلیف کو ذاتی تکلیف محسوس کرتا تھا اور وہ ان کی تکلیف کی وجہ سے اس قدر رنج والم محسوس کرتا تھا کہ تاریخی اوراق نے اسے ضبط کرلیااور یہی خاص بات ہے کہ بادشاہ کادل عوام کے ساتھ دھڑکتا ہو، بادشاہ اور عوام کی تکلیف ،فراخی وخوش حالی مشترک ہو، بادشاہ عوام سے الگ اپنے لیے کوئی مخصوص پروٹوکول نہ رکھتا ہو، طبقاتی نظام نہ ہو کہ بادشاہ اور اس کے اہل خانہ شہ خرچیوں میں مست ہوں اور عوام کے دکھ درد سے ہی آشنانہ ہو۔

تیسری اہم بات یہ واضح ہوتی ہے کہ بادشاہ بھی اللہ کے دربار میں عاجزی وانکساری سے حاضر ہوتے، دعاؤں کی قبولیت کے لیے اولیاء عظام سے بھی رجوع کرتے، اپنی خطاوں کااقرار کرتے۔

شاہ میری اور چک عہد میں اس قسم کے حالات میں خصوصی خزانے عوام کے خدمت وداد رسی کے کے لیے بہادیے جاتے تھے، دوسرے ممالک سے غلات درآمد کرکے ان آفات میں عوام سنبھالا جاتا، انہیں ہر قسم کی ضروریات مہیا کی جاتیں تھیں۔

زمینی وآفاقی مصائب وبلیات کا یہ سلسلہ مغلیہ عہد میں بھی جاری رہااور مجموعی طور پر مغل بادشاہوں نے بھی ایسے حالات میں عوام کی خدمت کی بھرپور خدمت کی بے تحاشہ خزانے بہادیے۔

1005ء میں اکبر بادشاہ نے کشمیر کا تیسرا سفر کیا، بادشاہ کے اس سفر کے زمانہ میں محمد قلی خان گورنر کے فرائض انجام دے رہا تھا اس نے کشمیر کی فلاح وبہبود کے لیے گرانقدر خدمات سرانجام دیں طرح طرح کے باغات لگائے جن کی مثال ہندوستان میں بھی نہ تھی،تاہم کشمیر میں آفات وبلیات کاسلسلہ رہتا تھا۔ جس سال بادشاہ کشمیر کے دورے پر تھا، بارش کی کمی، عمال کی ایذارسانی، اور زمینداروں کی پراگندگی کی وجہ سے قحط شدید ظاہر ہوااسی دوران بادشاہ کالشکر بھی آگیاجس سے اس بلا میں اضافہ ہوا۔ بادشاہی نوازشوں نے قحط کو بہت کم کیاعیدگاہ کے میدان میں اسی ہزار بھوکوں اور کنگلوں کے کھانے کاانتظام کیا جاتا، ایک قلعہ ناگرنگر کی تعمیر کاکام شرع کیاگیاجس سے ہزاروں لوگ اپناپیٹ پالتے تھے[50]۔

جی ایم ڈی صوفی اس واقعہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

اکبر باشاہ کے سفر کشمیر کے اختتام پر کشمیر میں شدید قحط پڑایہ اس حدتک خطرناک صورت حال اختیار کرگیاکہ شہنشاہ کو

متاثرین کے مصائب کو دور کرنے کے لیے سیالکوٹ سے اناج پہنچانا پڑا[51]۔

مغلیہ عہد کے نامور فرمانروا " نورالدین جہانگیر " کے کشمیر سفر سے واپسی پر جب وہ سرینگر پہنچا تو آتش زدگی کا حادثہ فاجعہ پیش آیا جس سے بارہ ہزار گھر جل گئے جامع مسجد بھی جل کی شہید ہو گئی، جہانگیر اس موقع پر بذات خود موجود تھا آگ کے بجانے کی بڑی کوشش کی گئی لیکن مشیت ایزدی نے کام کر دیکھایا[52]۔

اہل السنت نے اس آگ کا الزام شیعوں کو دیا جس سے آگ کی تباہی کے ساتھ فسادات کا ایک سمندر بھی امنڈ آیا لیکن بادشاہ زیرک نے ان مشکلات میں اہم کردار ادا کیا اور فوری طور پر مسجد کو دوبارہ نئے سرے سے تعمیر کرنے کے لیے " ملک محمد " نامی شخص کو تعینات کیا جس نے سترہ سال کے عرصہ میں اس خدمت کو اس احسن طریقہ سے انجام دیا کہ خلق خدا کی تحسین وآفرین لی[53]۔

یہ واقعہ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ حکمران اگر مخلصانہ رویہ رکھیں عوام کی خدمت کو شعار بنائیں تو مذہبی فسادات کو بھی بآسانی فرو کیا جاسکتا ہے۔

کشمیر کے نامور مورخ "جی ایم ڈی صوفی " نے جہانگیر کے عہد میں دلاور خان کی صوبیداری کے زمانہ میں ایک خوف ناک طاعون کی وباء کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں کہ:

دلاور خان کے عہد میں دومکیت شکل (لمبنے بالوں والا جانور) کے چوہے خطرناک تعداد میں نمودار ہوئے جنہوں نے فصل کو کافی نقصان پہنچایا، جن کی وجہ سے ملک میں طاعون کی وباء اس خطرناک حد تک شدت اختیار کر گئی کہ مرنے والوں کو آخری رسومات ادا کیے بغیر دریا برد کر دیا جاتا تھا، جس گھر میں کوئی مر جاتا اس گھر کے تمام لوگوں کو قید کر دیا جاتا، میت کو جس گھاس پر رکھا جاتا وہ گھاس جو گائے کھالیتی وہ بھی مر جاتی اور اس گائے کا گوشت جو کتے کھاتے وہ بھی مر جاتے، حالات اس حد تک پہنچ گئے کہ موت کے خوف سے باپ اپنے بچوں کے پاس نہ جاتے اور بچے باپ کے پاس نہ جاتے[54]۔

مغلیہ عہد کا ایک اور اہم حادثہ جو پیش آیا وہ مغلیہ عالی مرتبت فرمانروا" شاہجہاں" کے کشمیر کے سفر کے دوران پیش آیا۔

بادشاہ سیر کی غرض سے" تالاب ڈل "گیا تھا جہاں بارش اس زور سے تھی کہ سوار اور گھوڑے لرزتے اور کانپتے تھے تین چار دن تک بارش ایسی موسلادار تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آسمان اور پہاڑ پھٹ گئے ہیں۔۔۔ کشمیر اور اس کے مضافات میں آٹھ ہزار چار سو ستاسی گھر اس طوفان کی نظر ہوگئے، غرض قحط عظیم برپا ہوگیا، خریف کی زراعت کا نام ونشان نہ رہا، بے شمار عمارتیں گر گئیں، کئی دنوں تک بازار بند رہے، غلوں کے جو انبار تھے وہ ضائع ہوگئے۔۔۔ اس طوفان کے خوف سے بادشاہ واپس روانہ ہوگیا۔۔۔ ضعیف اور سیلاب سے تباہ شدہ تیس ہزار لوگ بادشاہ کے دربار میں دہلی میں فریاد لے کر حاضر ہوئے۔۔۔ بادشاہ نے ایک لاکھ روپیہ ان کی امداد کے لیے عطا کیا اور ان کے لیے پختہ اور خام لنگر خانوں کا اجرا کیا، جس پر دوسو روپیہ روزانہ خرچ مقرر کیا، اور تیس ہزار روپیہ خاص کشمیر میں مستحقین کے لیے ارسال کیا۔ ان میں سے اکثر دہلی میں رہ کر دہلی کے ہی ہو کر رہ گئے اور بعض واپس اپنے وطن کو چلے آئے[55]۔

نوازش خان صوبیدار کشمیر کے عہد 1710ء میں اس کثرت سے ساتھ بارشیں ہوئیں جس سے سیلاب اور طوفان امنڈ آئے جس سے زراعت اور مکانات کو سخت نقصان پہنچا، اس کے ساتھ ہی آتش زدگی کا حادثہ پیش آیا جس سے سرینگر شہر

میں بیس محلّہ، چالیس ہزار گھر تباہ ہو گئے۔[56]

کشمیر کی قدیم ترین تاریخ "کشیر" میں لکھا ہے کہ:

شاہجہاں کے عہد میں تربیت خان کے زمانہِ نظامت میں شدید قحط پڑا تو شہنشاہ نے امدادی اقدامات کو منظّم کرنے کے لیے تربیت خان کو قحط سے نمبٹنے کے لیے درست اقدامات نہ کر سکنے کی وجہ سے معزول کر کے قابل افسر مقرر کیے تھے۔ لاہور، جالندھر، سیالکوٹ، کلانور اور پنجاب کے دیگر اضلاع سے مکئی برآمد کی گئی جو متاثرین میں مفت تقسیم کی گئی، تمام رانیوں اور شہزادوں نے بھی رضاکارانہ طور پر امدادی فنڈ میں حصہ ڈالا، تاہم شاہجہاں کے آخری گورنر لشکر خان کے عہد میں ملک میں ایسی خوش حالی آئی کہ ایک پرندے کے لیے شالی یا بغیر چھلکے ہوئے چاول کا ایک تھیلا مل سکتا تھا[57]۔

ابوالبرکات نائب صوبیدار بار پنجم، سن 1735ء کی نظامت شرع ہوتے ہی بارش اس شدت سے شروع ہو گئی کی سات روز تک لگاتار جاری رہی، جس کے طوفان سے طلاطم پیدا ہو گیا، ہزاروں مکان بہ گئے، مزروعات تلف ہو گئیں، ایک ماہ تک مکانوں میں پانی جمع رہا، اسی سال شدید زلزلہ آیا اور کئی مکان گر گئے ہزاروں جانیں ضائع ہوئیں، شورِ قیامت تین ماہ تک برپا رہا[58]۔

1755ء سکھ جیون مل اور ابوالحسن کے عہد میں قحط کے آثار نمودار ہوئے جس سے ملک میں شور اٹھا خواجہ ابوالحسن نے سرکاری محالات غلہ کے دروازے کھول دیے اور تمام رعایا کے گھروں میں حسب حیثیت کئی کئی دنوں کا خرچہ ڈال دیا، انہیں دنوں میں ٹڈی نے بھی کشمیر پر دھاوا بول دیا، چونکہ فصل کا موسم نہ تھا زراعت کا تو کوئی نقصان نہ پہنچا لیکن قحط زدوں کے لیے خوراک کا بندوبست ہو گیا۔ دوسرے سال موسم بہار میں ابوالحسن نے دولاکھ خروار شالی جو گزشتہ سال سے بچ گئی تھی اہلیان سری نگر میں تقسیم کر دی،۔۔۔ دوسرے سال بھی فصل اچھی نہ ہوئی تو زمیندار زر نقاوی (یہ ایک ٹیکس تھا) ادا نہ کر سکے تو خواجہ ابوالحسن نے آئندسال تک معطل کر دیا[59]۔

1771ء احمد شاہ ابدالی کے عہد میں امیر خان صوبیدار کشمیر کے زمانہ میں سیلاب سے تمام پل اور بے پناہ غلہ جات برباد ہو گئے امیر خان کا دیوان خانہ بھی منہدم ہو گیا، طوفان کے بعد اس نے ڈاڑہ باغ کی تعمیر پھر شروع کروائی اور سیلاب سے بچاو کے لیے سنگین فصیل بنا کر اس نے اسے قلعہ بنا دیا فصیل کے اندر کئی عالی شان عمارتیں بھی بنوائیں[60]۔

ہمارے ملک پاکستان میں بھی ایسے مصائب وآفات کا سلسلہ جاری رہتا ہے اس لیے ہمارے حکمرانوں کو بھی چاہیے کہ وہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں اور اپنے لیے اور عوام کے لیے اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگتے رہیں، اور خصوصی فنڈ زرکھیں جن سے ایسے مشکل حالات میں ان سے عوام کی خدمت کریں،، حکمران ذاتی طور پر اس کا دکھ وتکلیف بھی محسوس کریں، ضرورت پوری نہ ہونے کی صورت میں دوسرے ممالک سے غلہ وغیرہ درآمد کریں اور عوام کو ریلیف پہچائیں اور اپنی ذمہ داری نبھا کر اللہ کے ہاں سرخرو ہوں۔

نتائج البحث:

1. ان تمام واقعات میں اہل اقتدار نے عوام کے ساتھ بھرپور تعاون کیا، ان کے لیے موجود خزانوں کے دھانے کھول دیے، لیکن یہ سب کچھ تب ہی ممکن ہو سکتا ہے کہ سرکای خزانہ کو محفوظ رکھا جائے، امراء، وزراء کی خرد برد سے محفوظ رکھا جائے اسے عوام اور خدا کی امانت سمجھا جائے۔

2. آفات سے نمٹنے کے لیے قابل اور دیانتدار آفسران کو تعینات کیا جاتا تھا اور نااہل آفسران کو معزول کردیا جاتا تھا۔
3. دوسرا اہم کام یہ تھا کہ عوام کو فوری طور پر ریلیف دیا جاتا تھا، کھانے کا انتظام کیا جاتا تھا، لنگر خانہ کے لیے ایک بڑی مقدار رقم کی مختص کی جاتی تھی۔
4. تیسرا اہم کارنامہ یہ تھا کہ ایسے متاثرین کے دیرپا روزگار کے لیے ان کے لیے کام کے مواقع فراہم کیے جاتے، تعمیرات کا سلسلہ شروع کیا جاتا جیسے امیر خان صوبیدار کشمیر نے "ڈاڑہ باغ" کی تعمیر کی، جس سے ان کے روزگار کے روزگار لگ جاتے اور کام کا کام ہو جاتا۔
5. چوتھا اہم کارنامہ یہ تھا کہ سیلاب اور آفات کی روک وتھام کے لیے متوقع سیلابی مقامات پر مضبوط بند تعمیر کیے، اور ایک بند سے دوسرا کام یہ بھی لیا کہ اسے قلعہ بنادیا اس میں باغات لگوائے، کسی یلغار، زلزلہ، آفت کی صورت میں عوام کی ایک بڑی تعداد کے لیے پناہ کیمپ کے طور پر بھی استعمال کیا جاسکتا تھا۔
6. پانچواں رہنما اصول یہ اخذ ہوتا ہے کہ اگر غلہ، فصل سیلاب کی صورت میں تباہ ہو جاتا تو ان سے لگان یا ٹیکس کو موخر کیا جاتا یا بلکل ہی معاف کر دیا جاتا۔
7. چھٹا اہم اصول: عمال وتجار کا دیانتدار ہونا معاشی نظام کی بہتری میں بہت موثر ہوتا ہے، جیسا کہ مغل گورنر محمد قلی خان کے عہد میں قحط کا ایک سبب عمال کی ایذارسانی اور بدیانتی قرار دیا گیا ہے، عمال کی بددیانتی اور ایذارسانی یعنی عمال بلاوجہ زمینداروں تاجروں پر ٹیکس لگاتے ہیں ان پر ان کی آمدن سے زیادہ بوجھ ڈالتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ زمیندار اور تاجر محنت نہیں کر سکتے، غلہ کو بجائے منڈی کے برائے راست عمال غصب کر لیتے ہیں، جس کے نتیجہ میں منڈیاں خالی پڑ جاتی ہیں اور قحط کی صورت بن جاتی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

[1] ۔ابراہیم: 5

Ibrāhīm: Al Āyah: 05

2۔جس جگہ کشمیر واقع ہے یہ ایک جھیل تھی جس میں بہت بڑی مقدار میں پانی جمع تھا وہ کیسے خارج ہوا اس میں کیا کچھ تھا بہت سی قیاس آرائیاں ہیں ان سب کے مطالعہ کے بعد محقق کا تجزیہ یہ ہے کہ دراصل یہ جھیل کسی بڑے سیلابی ریلے سے ٹوٹی ہے، غالب گمان یہ ہے کہ یہ جھیل زلزلہ کی وجہ سے بارہ مولا پہاڑوں کے ٹوٹنے سے ختم ہوئی۔یہ بھی ایک معروضی حقیقت ہے کہ پانی ایک حد تک پہنچ کر خود ہی نشیبی سطح کی طرف بہنا شروع ہو جاتا ہے اور کچھ عرصہ بہنے کے ساتھ راستہ گہرے ہوتے جاتے ہیں اور پانی کی سطح کو انتہا تک پہنچا دیتا

ہے۔جہاں تک لفظ "کشمیر "اور اس کی ترکیب کا تعلق ہے اس کے صحیح معنی ماہرین لسانیات بھی اب تک تلاش نہیں کر سکے، کشمیر سے متعلق سب سے قدیم ذکر 541 ق م کی ایک چینی کتاب میں ملتا ہے جس میں اس ملک کو "کو شی می " یا "کیا شی می لو "کہا گیا ہے ۔زمانہ قبل تاریخ سے لے کر اب تک اس ملک کو " کشمیر" ہی کہا گیا ہے۔اور یہاں کے باشندے اور غیر ملکی سیاح اسے "کشمیر " ہی کہتے ہیں۔ اس کی تاریخ بہت پرانی ہے شاید اس زمانہ میں کسی جگہ کے نام کے تعین کے لیے اس جگہ کے ساتھ مناسبت کا رجحان نہ ہوا ہو۔

[3]۔ایم اے خان، پروفیسر، کشمیر تاریخ کے آئینہ میں، ناشر، مکتبہ جمال، تیسری منزل، حسن مارکیٹ، اردو بازرا، لاہور، ص:19

M.A. Khan, Professor, Kashmir Tareekh ke Aaina Mein, Nashir, Maktaba Jamal, Teesri Manzil, Hasan Market, Urdu Bazar, Lahore, P:19

[4]۔ پنڈت، محمد آمین، مختصر تاریخ کشمیر، ترجمہ تاریخ جدولی، موسومہ بہ موجز التواریخ، 1324ھ گلشن پبلیشرز، سرینگر (کشمیر)، سن طباعت، جون 1982ء ص: 27 ، نذیر احمد تشنہ، پروفیسر، ، تاریخ کشمیر، الفیصل، ناشران وتاجران کتب، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور، ص:1

Pandit, Muhammad Amin, Mukhtasar Tareekh Kashmir, Tarjama Tareekh Jadooli, Mawsumah Bah Mujaz Al-Tawarikh, 1324H Gulshan Publishers, Srinagar (Kashmir), San Taba'at, June 1982 AD, P:27, Nazir Ahmed Tashna, Professor, Tareekh Kashmir, Al-Faisal, Nashiran wa Tajiran Kutub, Ghazni Street, Urdu Bazar Lahore, P:1

5۔الحجر:19

Al ḤIjr, Al Āyah: 19

[6]۔ دیدہ مری، محمد اعظم، واقعات کشمیر ترجمہ تاریخ کشمیر اعظمی، (اردو) ترجمہ و تحقیق، پرفیسر ڈاکٹر شمس الدین احمد، مشتاق بک کارنر، الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور، ص:101

Dida Mari, Muhammad Azam, Waqeat Kashmir Tarjama Tareekh Kashmir Azmi, (Urdu) Tarjama wa Tehqiq, Professor Doctor Shams al-Din Ahmed, Mushtaq Book Corner, Al-Kareem Market, Urdu Bazar, Lahore, P:101

7۔ مرزا حیدر دوغلات بابر بادشاہ کا خالہ زاد بھائی تھا، ہمایوں کے دور میں دوسری بار کشمیر آیا، بابر کی طرح صاحب سیف اور صاحب قلم تھا، اس نے "تاریخ رشیدی "لکھی جو فن تاریخ میں ممتاز حیثیت رکھتی ہے مرزا حیدر نے اسے اپنے قیام کشمیر 1540ء-1550ء کے دوران مکمل کیا۔

تشنہ، پروفیسر، نذیر احمد، تاریخ کشمیر، ص: 97

Tashna, Professor, Nazir Ahmed, Tareekh Kashmir, P:97

8۔الحجر:29

Al Ḥijr, Al Āyah: 29

9۔الانعام: 95

Al In'ām , Al Āyah: 95

10۔البقرۃ:25

Al Baqarah, Al Āyah: 25

11۔دیدہ مری، محمد اعظم، واقعات کشمیر ترجمہ تاریخ کشمیر اعظمی، (اردو) ترجمہ و تحقیق، پرفیسر ڈاکٹر شمس الدین احمد، ص:101

Dida Mari, Muhammad Azam, Waqeat Kashmir Tarjama Tareekh Kashmir Azmi, (Urdu) Tarjama wa Tehqiq, Professor Doctor Shams al-Din Ahmed, P:101

12۔ایضاً، ص:70

Ibid. P:70

13۔ بابا نصیبؒ بابا داؤد خاکیؒ کے خلیفہ تھے،آپ " بابا نصیب الدین غازی "کے نام سے کشمیر کے مشہور مشائخ میں سے ہیں، ترک لذات پر کار فرما تھے اس وجہ سے ابوالفقرآء کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے، فقراء کا خاص خیال رکھتے تھے، لوگوں کی ہدایت ورہنمائی کے لیے اکثر پرگنوں میں جاتے تھے ہر جگہ مسجدیں بناتے، شرعی احکام جاری کرنے کاکام سرانجام دیتے، 1047ھ میں وفات پائی۔

دیدہ مری، محمد اعظم، واقعات کشمیر ترجمہ تاریخ کشمیر اعظمی، (اردو)ترجمہ و تحقیق، پرفیسر ڈاکٹر شمس الدین احمد، ص: 285

Dida Mari, Muhammad Azam, Waqeat Kashmir Tarjama Tareekh Kashmir Azmi, (Urdu) Tarjama wa Tehqiq, Professor Doctor Shams al-Din Ahmed, P:285

14۔ایضاً

Ibid

15۔ایم اے خان، پروفیسر، کشمیر تاریخ کے آئینہ میں، ص: 29

M.A. Khan, Professor, Kashmir Tareekh ke Aaina Mein, P:29

16۔ رنچن شاہ کا باپ ایک بغاوت میں مارا گیا اور اس کے تخت پر مخالفین نے قبضہ کر لیا جس سے خوفزدہ ہو کر دلبرداشتہ ہو کر اس نے راہ فرار اختیار کی اور کشمیر چلا آیا۔اور راجہ سہدیو کے دربار میں پناہ لی۔

17۔شاہ میر: رنچن شاہ (سلطان صدرالدین) کا دوست تھا۔ریاست سوات کا باشندہ تھا۔اس کے دادا نے اس کی ولادت پر پیش گوئی کی تھی کہ میرا یہ پوتا اور اس کی اولاد مدت تک کشمیر میں فرمانروائی کریں گے۔ سلطان مذکور کے بیٹے "حیدر" خان کا اتالیق بھی تھا۔نہایت مدبر مسلمان سیاست دان تھا۔

حسن، مورخ کشمیر، پیر غلام حسین، تاریخ کشمیر (اردو) مترجم، مولوی محمد ابراہیم، ص؛143، ڈاکٹر، ایم ایس ناز، کشمیر عہد بہ عہد، ص: 120-126

Hasan, Muarikh Kasmir, Pir Ghulam Hussain, Tareekh Kashmir (Urdu) Mutarjim, Moulvi Muhammad Ibrahim, P: 143, Doctor, M.S. Naz, Kashmir Ahad Bah Ahad, P: 120-126

18۔ فرشتہ، محمد قاسم، تاریخ فرشتہ (اردو) ،ترجمہ: عبدالحئی خواجہ ایم اے، ص: 533، بک ٹاک، میاں چیمبرز3، ٹمپل روڈ ،لاہور،1991ء ، ص:692

Farishta, Muhammad Qasim, Tareekh Farishta (Urdu), Tarjama: Abdul Hai Khawaja M.A., P: 533, Book Tak, Miyan Chambers 3, Temple Road, Lahore, 1991, P: 692

19۔ فوق، محمد الدین، مکمل تاریخ کشمیر، ص:305، گمی، سلیم خان، کشمیر میں اشاعت اسلام، یونیورسل بکس،40،اے اردو بازار، لاہور، سن اشاعت،1986ء ص:43

Fawq, Muhammad al-Din, Mukammal Tareekh Kashmir, P: 305, Gami, Salim Khan, Kashmir Mein Isha'at-e-Islam, Universal Books, 40, A Urdu Bazaar, Lahore, San Isha'at, 1986, P: 43

20۔ایضاً

Ibid

21۔تاریخ حسن میں جو اس دور کے بنیادی مآخذ میں سے ہے۔کچھ فرق سے بیان کیا ہے۔تاریخ حسن میں خواب کا ذکر نہیں ہے بلکہ خود اس نے دل میں فیصلہ کیا کہ جو صبح سب سے پہلے نظر آئے گا اس کے دین کو قبول کرے گا۔دوسرا یہ کہ اس نے صدرالدین خود اپنا لقب تجویز کیا۔

حسن، مورخ کشمیر، پیر غلام حسین، تاریخ کشمیر (اردو) مترجم، مولوی محمد ابراہیم، ص؛149-148

Hasan, Muarikh Kasmir, Pir Ghulam Hussain, Tareekh Kashmir (Urdu) Mutarjim, Moulvi Muhammad Ibrahim, P: 148,149

22۔ سلیم خان، کشمیر میں اشاعت اسلام، ص: 42

Salim Khan, Kashmir Mein Isha'at-e-Islam, P:42

23۔ حسن، مورخ کشمیر، پیر غلام حسین، تاریخ کشمیر (اردو) مترجم، مولوی محمد ابراہیم، ص؛149
Hasan, Muarikh Kasmir, Pir Ghulam Hussain, Tareekh Kashmir (Urdu) Mutarjim, Moulvi Muhammad Ibrahim, P:149

24۔ ڈاکٹر، ایم ایس ناز، کشمیر عہد بہ عہد، ص:108-119
Doctor, M.S. Naz, Kashmir Ahad Bah Ahad, P: 108-119
25 .Wani, Muhammad Ashraf,Islam in Kashmir(Fourteenth to Sixteenth Century)Oriental Publishing House Serinager, Kashmir- 190 006, 2004,page:53

[26]۔ ایم اے خان، پروفیسر، کشمیر تاریخ کے آئینہ میں، ص:31
M.A. Khan, Professor, Kashmir Tareekh ke Aaina Mein, P:31

[27]۔ ایضاً، ص:321-322
Ibid, P:321,322

[28]۔ ایم اے خان، پروفیسر، کشمیر تاریخ کے آئینہ میں، ص:31
M.A. Khan, Professor, Kashmir Tareekh ke Aaina Mein, P:31

[29]۔ فوق، محمد الدین، مکمل تاریخ کشمیر، ص:330
Fawq, Muhammad al-Din, Mukammal Tareekh Kashmir, P:330

[30]۔ ایضاً، ص:438،39
Ibid, P:438, 39

[31]۔ ایم اے خان، پروفیسر، کشمیر تاریخ کے آئینہ میں، ص:30
M.A. Khan, Professor, Kashmir Tareekh ke Aaina Mein, P:30

[32]۔ نذیر احمد تشنہ، پروفیسر،، تاریخ کشمیر، ص:289
Tashna, Professor, Nazir Ahmed, Tareekh Kashmir, P:289

[33]۔ فوق، محمد الدین، مکمل تاریخ کشمیر، ص:455
Fawq, Muhammad al-Din, Mukammal Tareekh Kashmir, P:455

[34]۔ نذیر احمد تشنہ، پروفیسر،، تاریخ کشمیر، ص:34
Tashna, Professor, Nazir Ahmed, Tareekh Kashmir, P:34

[35]۔ فوق، محمد الدین، مکمل تاریخ کشمیر، ص:323
Fawq, Muhammad al-Din, Mukammal Tareekh Kashmir, P:323

[36]۔ نذیر احمد تشنہ، پروفیسر،، تاریخ کشمیر، ص:38
Tashna, Professor, Nazir Ahmed, Tareekh Kashmir, P:38

37۔ فوق، محمد الدین، مکمل تاریخ کشمیر، ص:325
Fawq, Muhammad al-Din, Mukammal Tareekh Kashmir, P:325

38۔ ایضاً، ص:360
Ibid, P:360

[39]۔ فرشتہ، محمد قاسم، تاریخ فرشتہ (اردو)، ترجمہ: عبدالحئ خواجہ ایم اے، ص:705
Farishta, Muhammad Qasim, Tareekh Farishta (Urdu), Tarjama: Abdul Hai Khawaja M.A., P: 705

[40]۔ فوق، محمد الدین، شباب کشمیر (تاریخ کشمیر عہد زین العابدین بڈشاہ) ویری ناگ پبلشیرز، میرپور، آزاد کشمیر، ص:186،87
Fawq, Muhammad al-Din, Shabab Kashmir (Tareekh Kashmir Ahad Zain al-Abideen Badd Shah) Very Naag Publishers, Mirpur, Azad Kashmir, P: 186, 87

41۔ فوق، محمد الدین، مکمل تاریخ کشمیر، ص:345

Fawq, Muhammad al-Din, Mukammal Tareekh Kashmir, P:345

42۔ ایضاً، ص:380

Ibid, 380

[43]۔ صوفی، جی ایم ڈی، کشیر، (انگلش)، ج:1، یونیورسٹی آف پنجاب، لاہور، 1948ء، ص:186

Sufi, J.M.D., Kashir, (English), Vol: 1, University of Punjab, Lahore, 1948, P: 186

44۔ فوق، محمد الدین، مکمل تاریخ کشمیر، ص:433

Fawq, Muhammad al-Din, Mukammal Tareekh Kashmir, P:433

[45]۔ حسن، مورخ کشمیر، پیر غلام حسین، تاریخ کشمیر (اردو) مترجم، مولوی محمد ابراہیم، ص:230

Hasan, Muarikh Kasmir, Pir Ghulam Hussain, Tareekh Kashmir (Urdu) Mutarjim, Moulvi Muhammad Ibrahim, P:230

[46]۔ صوفی، جی ایم ڈی، کشیر، (انگلش)، ج:1، ص:226

Sufi, J.M.D., Kashmir, (English), P: 226

[47]۔ فوق، محمد الدین، مکمل تاریخ کشمیر، ص:459

Fawq, Muhammad al-Din, Mukammal Tareekh Kashmir, P:459

[48]۔ التوبۃ:126

Al Tawbah, Al Āyah: 126

[49]۔ فرشتہ، محمد قاسم، تاریخ فرشتہ (اردو)، ترجمہ: عبدالحئی خواجہ ایم اے، ص:28،727

Farishta, Muhammad Qasim, Tareekh Farishta (Urdu), Tarjama: Abdul Hai Khawaja M.A., P: 727, 28

[50]۔ فوق، محمد الدین، مکمل تاریخ کشمیر، ص:518

Fawq, Muhammad al-Din, Mukammal Tareekh Kashmir, P:518

[51]۔ صوفی، جی ایم ڈی، کشیر، (انگلش)، ج:1، ص:250

Sufi, J.M.D., Kashmir, (English), Vol:1, P:250

[52]۔ ایضاً، ص:529

Ibid, P:529

[53]۔ ایضاً

Ibid

[54]۔ صوفی، جی ایم ڈی، کشیر، (انگلش)، ج:1، ص:265

Sufi, J.M.D., Kashmir, (English), Vol:1, P:265

[55]۔ فوق، محمد الدین، مکمل تاریخ کشمیر، ص:546

Fawq, Muhammad al-Din, Mukammal Tareekh Kashmir, P:546

[56]۔ ایضاً، ص:580

Ibid, 580

[57]۔ صوفی، جی ایم ڈی، کشیر، (انگلش)، ج:1، ص:272

Sufi, J.M.D., Kashmir, (English), Vol:1, P:272

[58]۔ فوق، محمد الدین، مکمل تاریخ کشمیر، ص:605

Fawq, Muhammad al-Din, Mukammal Tareekh Kashmir, P:605

[59]-ایضًا، ص:632

Ibid, P:632

[60]-ایضًا، ص: 647

Ibid, P:647